رضاعت سے متعلق 14 فتاویٰ جات
• ماں کب تک دودھ پلا سکتی ہے؟
• کیا پستان کے پانی سے رضاعت ثابت ہو جائے گی؟
• بچے گود لینا کیسا؟
اس کے علاوہ بھی اور بہت کچھ....
مرتب وطالب العلم: عبدالماجد ظہور
عاصِم عطاری قادری جامعۃ المدینہ
فیضانِ عطار واٹر سپلائی روڈ سرگودھا

بچّے گود دینے کا ایک اہم مسئلہ

مجیب: مفتی ھاشم صاحب مدظلہ العالی

تاریخ اجراء: ماہنامہ فیضان مدینہ نومبر 2017

دَارُالاِفْتَاء اَہْلسُنَّت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ زید نے اپنی بیوی کی رضا کے ساتھ اپنے دو بیٹے اپنی سالی کو گود دیئے تھے۔ بچّوں کی عُمر اس وقت ایک دن تھی۔ اب ان کی عُمریں 8 اور 10 سال کی ہیں، اب زید اپنے بچّے ان سے واپس لینا چاہتا ہے۔ کیا وہ واپس لینے کا حق رکھتا ہے یا نہیں؟ بچّوں سے رَضاعت کا رشتہ قائم نہیں کیا گیا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

ہمارے مُعاشَرے میں جب کوئی شخص اپنا بیٹا کسی عزیز کو گود دیتا ہے تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ اب وہ واپس نہیں لے گا وہ بچہ گود لینے والے کے پاس رہے گا اور اس کی مکمل تعلیم و تربیت کا انتظام بھی یہ ہی کرے گا تو گویا کہ بچہ گود دینے کے ضمن میں عُرفاً واپس نہ لینے کا وعدہ ہوتا ہے اور اَلْمَعْرُوْفُ کَالْمَشْرُوْط یعنی عرفاً ثابت شدہ بات ایسی ہے جیسے صراحتاً کہی ہو لہٰذا صورتِ مسئولہ میں زید کو وعدہ کی پاسداری کرنی چاہئے بچے واپس نہ لینے چاہئیں جبکہ وہاں بچوں کی تعلیم و تربیت میں کوئی حرج لازم نہ آتا ہو اور اگر تعلیم و تربیت درست طریقہ پر نہ ہو رہی ہو تو بچے واپس لے لینے چاہئے اور یہ وعدہ خلافی بھی نہیں کہلائے گی جبکہ دیتے وقت واپس نہ لینے کا ذہن ہو۔

بہر حال یہ ذہن نشین رہنا چاہئے کہ اپنا بچہ کسی کو گود دینا جائز ہے مگر گود دینا کوئی ایسا عقد (مُعاہدہ) نہیں جس سے وہ حقیقی والد سے لاتعلق ہو جاتا ہو اور گود لینے والا اس کا مالک بن جاتا ہو یا یہ اس کا حقیقی بیٹا بن جاتا ہو کہ کہا جائے حقیقی والد واپس نہیں لے سکتا بلکہ صرف اتنا ہے کہ والد نے اپنا حقِّ پرورش دوسرے کو دے دیا اور یہ حق دوسرے کو دینے کے بعد واپس بھی لیا جاسکتا ہے۔ اس کی نظیر یہ مسئلہ ہے فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ جس عورت کو حقِّ پرورش حاصل ہوا اگر وہ اپنا حق ساقط کر کے دوسری عورت کو دے دے پھر بچے واپس لینا چاہے اور وہ پرورش کی اہل بھی ہو تو وہ واپس لے سکتی ہے اور اگر بچے کو پالنے والے کے پاس چھوڑنے کی وجہ سے احکام شرع کی خلاف ورزی کا خوف ہو تو بچہ ضرور واپس لے لینا چاہئے۔ امام اَہلِ سنّت شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن سے جب اسی طرح کا سوال پوچھا گیا جس میں لے پالک لڑکی کا ذِکر تھا اور وہ مُراھِقَہ (یعنی وہ لڑکی جو بالغ ہونے کے قریب ہو) یا بالغہ ہو چکی تھی اور لے کر پالنے والا اجنبی تھا تو اس میں چونکہ بے پردگی اور فتنہ کا مَظِنَّہ (یعنی فتنہ کا گُمان ہونے کا مقام) تھا اور باپ واپس لینا چاہتا تھا اس لئے امام اَہلِ سنّت نے جواباً بِالتَّاکِید فرمایا: ”اب کہ بالغہ ہوئی یا قریبِ بلوغ پہنچی جب تک شادی نہ ہو ضرور اس کو باپ کے پاس رہنا چاہئے یہاں تک کہ نو برس کی عُمر کے بعد سگی ماں سے لڑکی لے لی جائے گی اور باپ کے پاس رہے گی نہ کہ اجنبی جس کے پاس رہنا کسی طرح جائز ہی نہیں، بیٹی کر کے پالنے سے بیٹی نہیں ہو جاتی، اس نے جو خرچ کیا اپنی اولاد بنا کر کیا، نہ کہ بطورِ قرض، لہٰذا واپسی کا بھی مستحق نہیں۔“ (فتاویٰ رضویہ، 413/13)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

دودھ پلانے کی مدّت

مجیب: مفتی فضیل صاحب مدظلہ العالی

تاریخ اجراء: ماہنامہ فیضان مدینہ جولائی 2018ء

دَارُالاِفْتَاءاَہْلسُنَّت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ بچوں کو کتنی عمر تک دودھ پلانا چاہیے؟ اور کیا بیٹی اور بیٹے کی دودھ پلانے کی مدت میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

دودھ پینے والا لڑکا ہو یا لڑکی دو سال کی عمر تک دودھ پلایا جائے اس کے بعد اگر پلائیں گے تو ناجائز و گناہ ہوگا اور یہ جو بعض عوام میں مشہور ہے کہ لڑکی کو دو برس تک اور لڑکے کو ڈھائی برس تک پلا سکتے ہیں اس کا کوئی ثبوت نہیں غلط بات ہے۔ یاد رہے کہ دودھ پلانے کے جواز کی مدت تو دو سال ہی ہے البتہ اگر کوئی عورت دو سال کے بعد بھی ڈھائی سال کے اندر اندر کسی بچے کو دودھ پلا دے تو حرمتِ رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اگر بچہ عورت کا دوا سے اُترنے والا دودھ پئے تو رضاعت کا حکم؟

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

تاریخ اجراء: ماہنامہ فیضانِ مدینہ اپریل 2024ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین ان مسائل میں کہ

(1) جس عورت کا بچہ نہ ہو وہ ایسی دوا کھا کر جس دوا کے کھانے سے دودھ آجاتا ہے کسی بچے کو دودھ پلادے تو کیا رضاعت ثابت ہو جائے گی؟

(2) اگر بچہ گود لینا ہو اور آگے چل کر اس سے پردے وغیرہ کا مسئلہ نہ ہو تو اسے رضاعی بیٹا بنانے کے لیے گواہ کیسے بنانے ہوں گے؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اگر دوائی سے دودھ آگیا تو بھی بچے کو دودھ پلانے سے عورت اور بچے کے مابین رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ البتہ اگر وہ عورت شادی شدہ ہو تو اس کا شوہر اس بچے کا رضاعی باپ نہیں ہو گا، اگرچہ اس عورت سے صحبت کی وجہ سے رضاعی بچی اس کے شوہر پر حرام ہو۔ لہٰذا اس دودھ پلانے والی کے شوہر کے رشتہ داروں سے ویسا ہی پردہ ہو گا جیسا اجنبی یا اجنبیہ کا ہوتا ہے۔

اگر دوائی سے واقعی دودھ اتر آئے تو چونکہ حرمت کی اصل دودھ ہے تو جہاں دودھ آنا متصور و ممکن ہو وہاں اس سے حرمت ثابت ہو گی۔ اگرچہ اس عورت کی کبھی اولاد نہ ہوئی ہو بلکہ اگرچہ عورت کنواری ہی کیوں نہ ہو۔ بشرطیکہ خارج ہونے والی شے دودھ ہو اور اگر دودھ نہیں بلکہ سفید رطوبت ہے تو حرمت ثابت نہ ہو گی۔

(2) دودھ پلانے کے وقت شوہر اور دو عورتیں گواہ بن سکتے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں، البتہ اتنا کیا جائے کہ دودھ پلا کر اس کی تشہیر کر دیں۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

پستان کا پانی پلانے سے رضاعت ثابت ہوگی یا نہیں؟

مجیب: مفتی محمد نوید رضا عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-2599

تاریخ اجراء: 16 رمضان المبارک 1445ھ / 27 مارچ 2024ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

اگر ایسی بوڑھی عورت ہے جو اب بچہ پیدا نہیں کر سکتی اور نہ ہی اب اس کو حیض آتا ہے اگر وہ اپنا پستان شیر خوار بچے کے منہ ڈالے اور پستان سے پانی نکل آئے اور وہ بچہ پی لے تو وہ بوڑھی عورت اس بچے کی رضاعی ماں ہو گی؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

مذکورہ صورت میں اگر اس بڑھیا عورت نے بچے کو دودھ پلایا، جبکہ اسے دودھ اترتا ہے تو ایسی صورت میں رضاعت ثابت ہو جائے گی، کیونکہ دودھ پلانے میں بڑھیا یا جوان ہونے کا فرق نہیں، البتہ سوال میں پانی نکل آنے کا ذکر ہے، تو اگر واقعی وہ پانی تھا دودھ نہیں تھا تو اس سے رضاعت ثابت نہیں ہو گی کہ رضاعت دودھ پلانے سے ثابت ہوتی ہے۔

در مختار میں ہے "الرضاع (هو)۔۔۔شرعا (مص من ثدي آدمية) ولو بكرا أو ميتة أو آيسة۔۔۔(في وقت مخصوص)" ترجمہ: رضاعت کا شرعی معنی ہے: مخصوص وقت میں عورت کی چھاتی چوسنا، چاہے وہ عورت کنواری ہو، مردہ ہو یا بوڑھی ہو۔ (در مختار مع رد المحتار، باب الرضاع، ج 3، ص 209، دار الفکر، بیروت)

بہار شریعت میں ہے "کوآری یا بڑھیا کا دودھ پیا بلکہ مردہ عورت کا دودھ پیا، جب بھی رضاعت ثابت ہے۔ (بہار شریعت، ج 2، حصہ 7، ص 36، مکتبۃ المدینہ)

رد المحتار میں ہے "لو نزل للبکر ماء اصفر لا یثبت من ارضاعه تحريم "ترجمہ: اگر باکرہ کو پیلے رنگ کا پانی اترا تو وہ پلانے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہو گی۔ (رد المحتار مع الدر المختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج 04، کوئٹہ)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُه اَعْلَم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

پہلے شوہر کے بیٹے کو مدتِ رضاعت میں دوسرے شوہر کے سبب اترنے والا دودھ پلانا

مجیب: مولانا محمد ماجد رضا عطاری مدنی

فتوی نمبر: Web-996

تاریخ اجراء: 07ذوالحجۃ الحرام1444ھ /26جون2023ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

ایک عورت کی شادی ہوئی اور ایک بیٹا ہے، اس کی طلاق ہو گئی دوسری شادی ہوئی اب دوسرے شوہر سے بھی ایک بچہ ہوا، سبب اللبن تبدیل ہو گیا اب اگر اس عورت نے پہلے بیٹے کو اس کی مدتِ رضاعت باقی ہوتے ہوئے دوسرے شوہر کے سبب جو دودھ اترا وہ پلا دیا، تو کیا وہ بچہ دوسرے شوہر کا رضاعی بیٹا مانا جائے گا یا نہیں؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں بچے کی اپنے سوتیلے والد یعنی عورت کے دوسرے شوہر سے رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

بہار شریعت میں ہے: "پہلے شوہر سے عورت کی اولاد ہوئی اور دودھ موجود تھا کہ دوسرے سے نکاح ہوا اور کسی بچہ نے دودھ پیا، تو پہلا شوہر اس کا باپ ہو گا دوسرا نہیں اور جب دوسرے شوہر سے اولاد ہو گئی تو اب پہلے شوہر کا دودھ نہیں بلکہ دوسرے کا ہے اور جب تک دوسرے سے اولاد نہ ہوئی اگرچہ حمل ہو پہلے ہی شوہر کا دودھ ہے دوسرے کا نہیں۔"

(بہار شریعت، جلد:2، صفحہ:38، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوۡلُہٗ اَعۡلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کیا بچّے کو دودھ پلانے میں شمسی مہینے کا اعتبار کر سکتے ہیں؟

مجیب: مفتی محمد ھاشم خان عطّاری مدظلہ العالی

تاریخ اجراء: ماہنامہ فیضان مدینہ جمادی الآخر 1442ھ

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں عُلمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بچّے کو دو سال تک دودھ پلا سکتے ہیں اس میں شمسی مہینوں کا اعتبار ہے یا قمری کا؟ کیا شمسی کا بھی اعتبار جائز ہو گا؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

بچّے کو جو دو سال تک دودھ پلا سکتے ہیں، اس دودھ پلانے میں قمری مہینوں (محرم، صفر، ربیع الاول۔۔۔ الخ) کا اعتبار ضروری ہے۔ شمسی مہینوں (جنوری، فروری، مارچ۔۔۔ الخ) کا اعتبار کر کے دو سال پورے کرنا حرام ہے کہ یوں قمری دو سال سے کچھ دن زیادہ دودھ پلانا پایا جائے گا جبکہ قمری ماہ کے اعتبار سے دو سال پورے ہونے کے بعد بچّے کو عورت کا دودھ پلانا حرام ہے، البتہ قمری ڈھائی سال سے پہلے پلا دیا تو حرمتِ رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

والد کے بجائے پرورش کرنے والے کا نام استعمال کرنا

مجیب: مولانا جمیل غوری صاحب زید مجدہ

مصدق: مفتی فضیل صاحب مدظلہ العالی

تاریخ اجراء: ماہنامہ فیضان مدینہ جنوری 2018ء

دَارُالاِفْتَاء اَہْلسُنَّت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ ایک شخص بنگلہ دیش سے تعلق رکھتا ہے آٹھ سال کی عمر سے وہ پاکستان میں رہائش پذیر ہے اور اس کے والدین بنگلہ دیش میں ہیں۔ وہ یہاں اپنی قوم کے ایک شخص کی پرورش میں رہا اور ولدیت میں باپ کے بجائے اس پرورش کرنے والے شخص کا نام اس کے تمام کاغذات میں لکھا گیا یہاں تک کہ نکاح نامے میں بھی اس پرورش کرنے والے کا نام لکھا گیا ہے تو یہ جائز ہے یا نہیں ؟ اور اس سے نکاح ہو جائے گا یا نہیں ؟ جبکہ نکاح کے وقت نکاح خواں نے شوہر سے ایجاب و قبول کروایا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

نکاح نامہ ہو یا کسی بھی قسم کے قانونی کاغذات ہوں ان میں ولدیت لکھنے کی جگہ اصل والد ہی کا نام لکھنا ضروری ہے اور کسی کے پوچھنے پر ولدیت بتاتے وقت بھی حقیقی والد کا ہی نام بتانا ضروری ہے لکھنے بولنے کسی بھی موقع پر ولدیت کی جگہ پھوپھا چچا یا کسی بھی دوسرے شخص کا نام لینا یا لکھنا جائز نہیں۔

شریعتِ مطہرہ نے دوسرے کے بچے کو از روئے نسب اپنی طرف منسوب کرنے یا اپنے آپ کو دوسرے کی طرف منسوب کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے بلکہ اپنا نسب بدلنے والے شخص پر حدیث شریف میں لعنت بھی فرمائی گئی ہے۔

جہاں تک معاملہ نکاح کا ہے تو دولہے کی ولدیت میں تبدیلی کے باوجود بھی نکاح صحیح ہو جائے گا اس لئے کہ جب شوہر خود مجلس عقد نکاح میں موجود ہے اور قبول بھی وہ خود ہی کر رہا ہے تو نکاح کے درست ہونے کے لئے اس کا یا اس کے اصل والد کا نام لینا کچھ ضروری نہیں۔ البتہ لڑکی سے نکاح کی وکالت لیتے وقت (ایک نام کے متعدد افراد ہونے کی وجہ سے اشتباہ ہونے کی صورت میں اگر) فقط شوہر کے نام سے تعیین نہ ہوتی ہو تو اب اس کے والد کا نام لینا تعیین کے لئے ضروری ہے اور اگر والد کا نام لینے سے بھی وہ مُعَیَّن نہ ہو رہا ہو بلکہ پرورش کرنے والے کا بیٹا ہونے کی حیثیت سے مشہور ہونے کے باعث پرورش کرنے والے کا نام لینے سے مُعَیَّن ہو جاتا ہو تو لڑکی کو شوہر کے نام کے ساتھ پرورش کرنے والے کا نام ولدیت میں بتا کر وکالت و اجازت لی گئی ہو تو اس صورت میں وکالت درست ہو جائے گی اور نکاح پر کچھ اثر نہیں پڑے گا لیکن یاد رہے تب بھی نکاح نامے پر ولدیت میں پرورش کرنے والے کا نام لکھنا جائز نہیں ہوگا۔

وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوۡلُہٗ اَعۡلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

تین سال کے گود لیے بچے کو دودھ پلانے سے رضاعت کا حکم

مجیب: فرحان احمد عطاری مدنی

فتوی نمبر: Web-770

تاریخ اجراء:19جمادی الاول1444ھ/14دسمبر2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

میں نے اپنی دیورانی کا بیٹا گود لیا ہوا ہے، ابھی اس کی عمر تین سال ہو چکی ہے، لیکن ابھی تک اسے دودھ شریک نہیں بنایا گیا۔ کیا اب اس کو دودھ پلا کر دودھ شریک بنایا جاسکتا ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں جب اس بچے کی عمر چاند کے حساب سے ڈھائی سال سے زیادہ ہو چکی ہے اب دودھ کا رشتہ کسی صورت قائم نہیں ہو سکتا، اس لیے کہ شرعی اصولوں کے مطابق بچے کو چاند کے حساب سے دو سال کی عمر تک دودھ پلانا جائز ہے، اس کے بعد دودھ پلانا حرام ہے تاہم ڈھائی سال کی عمر ہونے سے پہلے دودھ پلا دیا جائے، تو رضاعت کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے لیکن جب بچہ ڈھائی سال کا ہو جائے تو اس کے بعد دودھ پلانے سے رضاعت کا رشتہ نہیں بنتا، لہذا جب بچہ کی عمر تین سال ہو گئی ہے، تو اب اس کو دودھ پلانا بھی حرام ہے اور اس سے رضاعت کا رشتہ بھی قائم نہیں ہو گا۔

مدتِ رضاعت کے متعلق تنویر الابصار و درِ مختار میں ہے: واللفظ فی الھلالین لتنویر: "(ھو فی وقت مخصوص، حولان و نصف عندہ و حولان) فقط (عندھما و ھو الاصح) فتح، و بہ یفتی کما فی تصحیح القدوری۔ ملخصا۔" یعنی یہ دودھ پلانا مخصوص وقت میں ہے، امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ڈھائی سال اور صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک صرف دو سال، اور یہ اصح ہے۔ فتح۔ اور اسی پر فتوی دیا جاتا ہے جیسا کہ تصحیح القدوری میں ہے۔ (تنویر الابصار و درمختار، جلد4، صفحہ387، مطبوعہ: کوئٹہ)

مجمع الانہر میں ہے: "الارضاع بعد مدتہ حرام لانہ جزء الآدمی والانتفاع بہ لغیر ضرورۃ حرام علی الصحیح۔" یعنی دودھ پلانا اس کی مدت گزرنے کے بعد حرام ہے، کیونکہ یہ آدمی کا جزء ہے اور صحیح قول کے مطابق آدمی کے جز سے بلا ضرورت نفع اٹھانا حرام ہے۔ (مجمع الانھر، جلد1، صفحہ552، مطبوعہ: کوئٹہ)

بہارِ شریعت میں ہے: "بچہ کو دو برس تک دودھ پلایا جائے، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ دودھ پینے والا لڑکا ہو یا لڑکی اور یہ جو بعض عوام میں مشہور ہے کہ لڑکی کو دو برس تک اور لڑکے کو ڈھائی برس تک پلا سکتے ہیں یہ صحیح نہیں۔ یہ حکم دودھ پلانے کا ہے اور نکاح حرام ہونے کے لئے ڈھائی برس کا زمانہ ہے یعنی دو برس کے بعد اگرچہ دودھ پلانا حرام ہے، مگر ڈھائی برس کے اندر اگر دودھ پلا دے گی، حرمتِ نکاح ثابت ہو جائے گی اور اس کے بعد اگر پیا، تو حرمتِ نکاح نہیں اگرچہ پلانا جائز نہیں۔" (بہارِ شریعت، جلد2، صفحہ36، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

لے پالک کو سگے بھانجے کی بیوی سے دودھ پلوایا تو حرمت رضاعت ثابت کا حکم

مجیب: مولانا محمد کفیل رضا عطاری مدنی

فتوی نمبر: Web-1665

تاریخ اجراء: 01ذوالقعدۃالحرام1445ھ /10 مئی2024ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

میں نے ایک بچی گود لی ہے، جس کی عمر ابھی تقریباً دو سال دس ماہ ہے، میں اس کے ساتھ رضاعت کا رشتہ قائم کرنا چاہتا ہوں، اگر میرے سگے بھانجے کی بیوی اس کو دودھ پلا دے، تو کیا میرا اس سے رضاعی رشتہ قائم ہو جائے گا؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں جب اس بچی کی عمر ڈھائی سال سے زیادہ ہو چکی ہے تو اب دودھ کا رشتہ کسی صورت قائم نہیں ہو سکتا، اس لیے کہ شرعی اصولوں کے مطابق بچے کو اسلامی سال کے حساب سے دو سال کی عمر تک دودھ پلانا، جائز ہے ، اس کے بعد دودھ پلانا حرام ہے تاہم ڈھائی سال کی عمر ہونے سے پہلے دودھ پلا دیا جائے، تو رضاعت کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے لیکن جب بچہ ڈھائی سال کا ہو جائے، تو اس کے بعد دودھ پلانے سے رضاعت کا رشتہ نہیں بنتا، لہٰذا جب بچی کی عمر 2 سال 10 ماہ ہو گئی ہے، تو اب اس کو دودھ پلانا بھی حرام ہے اور اس سے رضاعت کا رشتہ بھی قائم نہیں ہو گا۔ اگر اس کی عمر 2 سال سے کم ہوتی، تو ایسی صورت میں بھانجے کی بیوی کا دودھ پلانے سے یہ بچی آپ کیلئے محرم بن سکتی تھی کہ جس طرح بھانجے کی سگی بیٹی محرم ہوتی ہے یونہی اس کی رضاعی بیٹی بھی محرم ہوتی ہے تاہم بیان کردہ صورت میں اب رضاعت قائم نہیں ہو سکتی، جیسا کہ اوپر واضح کیا گیا۔

بہار شریعت میں ہے: ”بچہ کو دو برس تک دودھ پلایا جائے، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ دودھ پینے والا لڑکا ہو یا لڑکی اور یہ جو بعض عوام میں مشہور ہے کہ لڑکی کو دو برس تک اور لڑکے کو ڈھائی برس تک پلا سکتے ہیں یہ صحیح نہیں۔ یہ حکم دودھ پلانے کا ہے اور نکاح حرام ہونے کے لئے ڈھائی برس کا زمانہ ہے یعنی دو برس کے بعد اگرچہ دودھ پلانا حرام

ہے، مگر ڈھائی برس کے اندر اگر دودھ پلادے گی، حرمتِ نکاح ثابت ہو جائے گی اور اس کے بعد اگر پیا، تو حرمتِ نکاح نہیں اگرچہ پلانا جائز نہیں۔ "(بہارِ شریعت، جلد2، صفحہ36، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

رضاعی باپ کی دوسری بیوی کی اولاد بھی محرم کہلائے گی؟

مجیب: ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

فتوی نمبر: Nor-13112

تاریخ اجراء: 30ربیع الثانی1445ھ/15نومبر2023ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کی دو بیویاں ہیں اور دونوں سے اُس شخص کی اولاد بھی ہے۔ زید نے مدتِ رضاعت میں اُس شخص کی پہلی بیوی کا دودھ پیا۔ اب اُس کی رضاعی ماں کی جو اولاد ہے وہ تو زید کے رضاعی بھائی بہن ہوں گے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ اُس شخص کی دوسری بیوی سے جو اولاد ہے، کیا وہ بھی زید کے رضاعی بہن بھائی کہلائیں گے؟ حوالے کے ساتھ رہنمائی فرمادیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جی ہاں! پوچھی گئی صورت میں اُس شخص کی دونوں بیویوں سے ہونے والی تمام ہی اولاد رشتے میں زید کے رضاعی بھائی بہن ہیں۔

چنانچہ فتاوی عالمگیری میں ہے: "هذه الحرمة كما تثبت في جانب الأم تثبت في جانب الأب وهو الفحل الذي نزل اللبن بوطئه كذا في الظهيرية۔ يحرم على الرضيع أبواه من الرضاع وأصولهما وفروعهما من النسب والرضاع جميعا حتى أن المرضعة لو ولدت من هذا الرجل أو غيره قبل هذا الإرضاع أو بعده أو أرضعت رضيعا أو **ولد لهذا الرجل من غير هذه المرأة قبل هذا الإرضاع أو بعده** أو أرضعت امرأة من لبنه رضيعا **فالكل إخوة الرضيع وأخواته** وأولادهم أولاد إخوته وأخواته وأخو الرجل عمه وأخته عمته وأخو المرضعة خاله وأختها خالته وكذا في الجد والجدة۔" یعنی رضاعت کی حرمت جیسے والدہ کی جانب میں ثابت ہوتی ہے اسی طرح باپ کی جانب میں بھی ثابت ہو گی اور اس سے مراد وہ شخص ہے جس کی وطی سے عورت کے دودھ اترا ہو، جیسا کہ ظہیریہ میں مذکور ہے۔ دودھ پینے والے پر رضاعی ماں باپ اور ان دونوں کے نسبی اور رضاعی اصول و فروع سب حرام ہیں، یہاں تک کہ رضاعی ماں کے رضاعی باپ

سے یا اُس کے علاوہ کسی اور مرد سے، بچہ پیدا ہوا رضاعت سے پہلے یا بعد میں یا رضاعی ماں نے کسی بچے کو دودھ پلا دیا یا رضاعی باپ کے اُسی عورت سے یا اُس کے علاوہ کسی اور عورت سے رضاعت سے پہلے یا بعد میں بچہ پیدا ہوا یا رضاعی باپ کی عورت نے اُس کے دودھ سے کسی بچے کو دودھ پلایا تو ان تمام صورتوں میں یہ سب اُس کے رضاعی بھائی اور رضاعی بہنیں کہلائیں گی، اور ان کی اولاد اس کی بھائی بہن کی اولاد کہلائے گی۔ رضاعی باپ کا بھائی اس کا چچا اور بہن اس کی پھوپھو کہلائے گی، یونہی رضاعی ماں کا بھائی اس کا ماموں اور بہن اس کی خالہ کہلائے گی، اسی طرح یہ حرمت دادا اور دادی میں بھی ثابت ہو گی۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الرضاع، ج 01، ص 343، مطبوعہ پشاور)

بہارِ شریعت میں ہے: "بچہ نے جس عورت کا دودھ پیا وہ اس بچہ کی ماں ہو جائے گی اور اس کا شوہر (جس کا یہ دودھ ہے یعنی اُس کی وطی سے بچہ پیدا ہوا جس سے عورت کو دودھ اترا) اس دودھ پینے والے بچہ کا باپ ہو جائے گا اور اس عورت کی تمام اولادیں اس کے بھائی بہن خواہ اسی شوہر سے ہوں یا دوسرے شوہر سے، اس کے دودھ پینے سے پہلے کی ہیں یا بعد کی یا ساتھ کی اور عورت کے بھائی، ماموں اور اس کی بہن خالہ۔ **یوہیں اس شوہر کی اولادیں اس کے بھائی بہن اور اُس کے بھائی اس کے چچا اور اُس کی بہنیں، اس کی پھوپیاں خواہ شوہر کی یہ اولادیں اسی عورت سے ہوں یا دوسری سے۔** یوہیں ہر ایک کے باپ، ماں اس کے دادا دادی، نانا، نانی۔" (بہار شریعت، ج 02، ص 38-37، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

بہن کی بیٹی کو دودھ پلانے کے بعد اس سے اپنے بیٹے کا نکاح کرنا

مجیب: مولانا جمیل احمد غوری عطاری مدنی

فتوی نمبر: Web-989

تاریخ اجراء: 28ذوالحجۃالحرام1444ھ /17جولائی2023ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

دو بہنیں ہیں ایک کا بیٹا پیدا ہوا اور دوسری کی بیٹی جس کا بیٹا تھا اس نے اپنی بہن کی بیٹی یعنی بھانجی کو ایک بار دودھ پلایا۔ تو کیا وہ لڑکی اپنے خالہ زاد بھائی جس کے ساتھ دودھ پیا تھا اس کے علاوہ دوسرے خالہ زاد سے نکاح کر سکتی ہے؟ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ رضاعت کے لیے کم از کم پانچ بار دودھ پینا لازم ہے۔ اس کا کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اگر ایک بہن نے مدت رضاعت میں (یعنی ڈھائی سال کی عمر کے دوران) اپنی بہن کی بیٹی (یعنی بھانجی) کو دودھ پلا دیا تو اس صورت میں دودھ پینے کی وجہ سے وہ لڑکی اس دودھ پلانے والی عورت کی رضاعی بیٹی بن چکی ہے اور اس رشتہ رضاعت کے سبب اس بچی پر دودھ پلانے والی عورت کے تمام بیٹے خواہ وہ پہلے پیدا ہوئے ہوں یا بعد میں یا جنہوں نے ساتھ میں دودھ پیا ہو، وہ تمام بیٹے اس دودھ پینے والی بچی کے محارم ہو گئے یعنی رضاعی بھائی بن گئے۔ رضاعی بہن ، بھائی کا آپس میں نکاح حرام ہے۔ کیونکہ جس طرح نسبی رشتے والی عورتیں مثلاً اپنی بہن پھوپھی خالہ وغیرہ، کسی مرد پر حرام ہوتی ہیں، اسی طرح رضاعت کی وجہ سے بھی اس نوعیت کے رشتے والی عورتیں حرام ہو جاتی ہیں اور قرآن وحدیث میں ایسا رضاعی رشتہ رکھنے والے مرد وعورت کے مابین نکاح کو حرام قرار دیا ہے۔

رسول کریم نبی رؤوف رحیم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "الرضاعۃ تحرم ماتحرم الولادۃ۔" یعنی جو عورتیں نسبی رشتے کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہیں اس نوعیت کی عورتیں رضاعت سے بھی حرام ہو جاتی ہیں۔

(بخاری شریف، جلد2 صفحہ764، مطبوعہ کراچی)

تنویر الابصار و در مختار میں "(ولا حل بين رضيعي امرأة) لكونهما أخوين وان اختلف الزمن۔" یعنی کسی عورت سے بچے بچی نے دودھ پیا تو ان دونوں کے مابین نکاح حلال نہیں اس لئے کہ یہ یہ دونوں بہن بھائی بن گئے اگرچہ ان دونوں کے دودھ پینے کا زمانہ مختلف ہو۔ (در مختار معہ رد المحتار، جلد4 صفحہ398، مطبوعہ: کوئٹہ)

بہارِ شریعت میں ہے: "بچہ نے جس عورت کا دودھ پیا، وہ اس بچہ کی ماں ہو جائے گی اور اس کا شوہر (جس کا یہ دودھ ہے یعنی اس کی وطی سے بچہ پیدا ہوا، جس سے عورت کو دودھ اترا) اس دودھ پینے والے بچہ کا باپ ہو جائے گا اور اس عورت کی تمام اولادیں اس کے بھائی بہن خواہ اسی شوہر سے ہوں یا دوسرے شوہر سے، اس کے دودھ پینے سے پہلے کی ہیں یا بعد کی یا ساتھ کی" (بہارِ شریعت، جلد1، حصہ7، صفحہ38، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مدتِ رضاعت میں ایک بار دودھ پلانے سے بھی حرمتِ رضاعت ثابت ہو جاتی ہے، پانچ بار دودھ پلانا ضروری نہیں ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے: "قليل الرضاع وكثيره اذا حصل في مدة الرضاع تعلق به التحريم كذا في الهداية قال في الينابيع: والقليل مفسر بما يعلم انه وصل الى الجوف كذا في السراج الوهاج" یعنی دودھ پلانا قلیل ہو یا کثیر جب مدتِ رضاعت میں حاصل ہو، تو تحریم اس کے متعلق ہو جائے گی ایسا ہی ہدایہ میں ہے۔ ینابیع میں فرمایا: اور قلیل کی تفسیر اس مقدار کے ساتھ کی گئی ہے جس کے متعلق معلوم ہے کہ جوف تک پہنچ گیا ہے ایسا ہی سراج وہاج میں ہے۔ (فتاوی ہندیہ، جلد1، صفحہ376، مطبوعہ: بیروت)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عورت کا لے پالک بچے کو اپنی بہن کا دودھ پلا کر محرم بنانا کیسا؟

مجیب: ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

فتوی نمبر: Nor-13200

تاریخ اجراء: 13 جمادی الثانی 1445ھ / 27 دسمبر 2023ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی سے بچہ گود لیا، بچے کی عمر ابھی دو سال سے کم ہے، اب بڑے بھائی کی بیوی اُس لے پالک بچے کو اپنی بہن کا دودھ پلانا چاہتی ہے۔ آپ سے معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا اس صورت میں بچہ گود لینے والی عورت کا اُس بچے سے حرمت کا رشتہ قائم ہو جائے گا؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جی ہاں! پوچھی گئی صورت میں بچہ گود لینے والی عورت کا اُس بچے سے حرمت کا رشتہ قائم ہو جائے گا، کیونکہ یہ عورت اُس بچے کی رضاعی خالہ کہلائے گی اور رضاعی خالہ بھی اسی طرح حرام ہوتی ہے جیسے نسبی خالہ حرام ہوتی ہے کیونکہ جو رشتے نسب سے حرام ہوتے ہیں، وہی رشتے رضاعت سے بھی حرام ہو جاتے ہیں۔

البتہ یہ مسئلہ ضرور ذہن نشین رہے کہ اگرچہ ڈھائی برس کے اندر دودھ پلانے سے بھی حرمتِ رضاعت ثابت ہو جاتی ہے، مگر عورت کا دو سال کی عمر کے بعد بچے کو دودھ پلانا، ناجائز و حرام ہے، لہذا بچے کو دودھ پلانے میں عورت کو اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

رضاعت سے حرمت سے متعلق بخاری شریف میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کچھ یوں مذکور ہے:

"الرضاعة تحرم ما تحرم الولادة۔" یعنی جو عورتیں نسبی رشتے کی وجہ سے حرام ہوتی ہیں وہ عورتیں رضاعت سے بھی حرام ہو جاتی ہیں۔ (صحیح البخاري، کتاب الخمس، ج 04، ص 82، مطبوعه دمشق)

فتاوی شامی میں ہے: "ان الحرمة بسبب الرضاع معتبرة بحرمة النسب۔" یعنی رضاعت کے سبب ثابت ہونے والی حرمت میں نسب کی حرمت کا اعتبار ہے۔ (ردالمحتار مع الدر المختار، کتاب النکاح، ج 04، ص 393، مطبوعه کوئٹه)

رضاعی خالہ کی حرمت سے متعلق فتاویٰ عالمگیری میں ہے:"أخو الرجل عمه وأخته عمته **وأخو المرضعة خاله وأختها خالته** وكذا في الجد والجدة۔" یعنی رضاعی باپ کا بھائی دودھ پینے والے کا چچا اور بہن اُس کی پھوپھی کہلائے گی، یونہی رضاعی ماں کا بھائی اُس کا ماموں اور بہن اُس کی خالہ کہلائے گی، اسی طرح یہ حرمت دادا اور دادی میں بھی ثابت ہو گی۔ (الفتاوی الهندية، كتاب الرضاع، ج 01، ص 343، مطبوعہ پشاور)

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:"حرمت کے اسباب متعدد ہیں ۔۔۔۔ دوم رضاعت، دودھ کے رشتہ سے یہ عورتیں، دودھ پلانے والی ماں اور اس کی بیٹی بہن اور جس نے اس کا دودھ پیا بیٹی اور **جن مرد وعورت کا دودھ پیا ان کی بہنیں خالہ پھوپھی** اور اپنے رضاعی بھائی بہن کی اولاد یا اپنے بھائی بہن کی رضاعی اولاد بھتیجی بھتیجیاں، وقس علیہ۔" (فتاوی رضویہ، ج 11، ص 517، رضا فاؤنڈیشن، لاہور، ملتقطاً)

دو برس کے بعد عورت کا بچے کو دودھ پلانا حرام ہے۔ جیسا کہ بہارِ شریعت میں ہے:"دو برس کے بعد اگرچہ دودھ پلانا حرام ہے، مگر ڈھائی برس کے اندر اگر دودھ پلا دے گی، حرمتِ نکاح ثابت ہو جائے گی اور اس کے بعد اگر پیا، تو حرمتِ نکاح نہیں اگرچہ پلانا، جائز نہیں۔" (بہارِ شریعت، ج 02، ص 36، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُه اَعْلَم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

رضاعی خالہ زاد بہن سے پردہ ہوگا یا نہیں؟

مجیب: ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

فتوی نمبر: Nor-13034

تاریخ اجراء: 24 ربیع الاول 1445ھ / 11 اکتوبر 2023ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جمیلہ اور بکر دونوں میاں بیوی ہیں اور بے اولاد تھے، ان دونوں نے زید کو گود لیا۔ زید کو جمیلہ کی بہن نے دودھ پلا کر رضاعت کا رشتہ قائم کیا۔ کچھ سالوں کے بعد جمیلہ اور بکر کی اپنی بیٹی زینب بھی پیدا ہو گئی۔ آپ سے معلوم یہ کرنا ہے کہ بالغ ہونے کے بعد زید اور زینب کے درمیان پردے کا کیا معاملہ ہو گا؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں زید اور زینب کے درمیان پردہ فرض ہے۔

تفصیل اس مسئلے کی یہ ہے کہ زینب اور زید دودھ کے رشتے کے اعتبار سے آپس میں خالہ زاد بھائی بہن ہیں، وہ اس طرح کہ زید زینب کی سگی خالہ کا رضاعی بیٹا ہے اور زینب زید کی رضاعی خالہ کی سگی بیٹی ہے، اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں رضاعت سے فقط وہی رشتے حرام ہوتے ہیں جو نسب سے حرام ہوں، جو رشتے نسب سے حرام نہ ہوں وہ رضاعت سے بھی حرام نہیں ہوتے، لہٰذا جس طرح نسبی خالہ زاد بہن بھائی نا محرم ہوتے ہیں اور ان کا آپس میں نکاح ہو سکتا ہے، ان کے درمیان پردہ فرض ہوتا ہے، اسی طرح دودھ کے رشتے سے خالہ زاد بھائی بہن بھی نا محرم ہیں، ان کے درمیان بھی پردہ فرض ہے۔ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں زینب اور زید آپس میں نا محرم ہیں، ان کے مابین بلاشبہ پردہ فرض ہے۔

جو رشتے نسب سے حرام ہیں رضاعت سے بھی حرام ہیں۔ جیسا کہ بخاری شریف میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب" ترجمہ: جو رشتے نسب سے حرام ہوتے ہیں وہ رضاعت (دودھ

کے رشتے کی وجہ) سے بھی حرام ہو جاتے ہیں۔ (بخاری، کتاب الشہادات، باب الشہادة علی الخ، ج1، ص360، مطبوعہ کراچی)

مرآۃ المناجیح میں اس حوالے سے مذکور ہے: "دودھ پینے والے بچے پر دائی کے تمام وہ اہل قرابت حرام ہیں جو اپنے نسب سے حرام ہوتے ہیں دائی کا خاوند بیٹا، دیور، جیٹھ، بھائی وغیرہ۔" (مرآۃ المناجیح، ج05، ص48، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

تنویر الابصار مع الدر المختار میں ہے: "(فیحرم منه) ای: بسببه (مایحرم من النسب)" یعنی رضاعت کے سبب وہی رشتے حرام ہوتے ہیں جو نسب کی بنا پر حرام ہیں۔

(مایحرم من النسب) کے تحت رد المحتار میں ہے: "معناه ان الحرمة بسبب الرضاع معتبرة بحرمة النسب۔" یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ رضاعت کے سبب جو حرمت ہے اُس میں نسب کی حرمت کا اعتبار ہے۔ (الدر المختار مع الرد المحتار، کتاب النکاح، ج04، ص393، مطبوعہ کوئٹہ)

بہارِ شریعت میں ہے: "جو نسب میں حرام ہے رضاع میں بھی حرام۔" (بہار شریعت، ج02، ص38، مکتبة المدینہ، کراچی)

خالہ زاد بہن محارم عورتوں میں شامل نہیں۔ جیسا کہ فتاوی شامی میں ہے: "تحل بنات العمات والاعمام والخالات والاخوال" یعنی پھوپھی، چچا، خالہ اور ماموں کی بیٹیوں سے نکاح حلال ہے۔ (ردالمحتار مع الدر المختار، کتاب النکاح، ج04، ص107، مطبوعہ کوئٹہ)

یاد رہے کہ اسلام میں پردے کی سخت تاکید بیان ہوئی ہے، نامحرموں سے پردہ کرنا عورت پر مطلقاً واجب ہے، بلکہ اجنبی نامحرم کے مقابلے میں نامحرم رشتہ دار سے پردہ کرنے کی تاکید تو اور بھی زیادہ ہے۔

پردے کے حوالے سے تاکید بیان کرتے ہوئے ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (۵۹)" ترجمہ کنز الایمان: "اے نبی! اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں، یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"
(القرآن الکریم: پارہ22، سورۃ الاحزاب، آیت59)

عورت کا نامحرموں سے پردہ کرنا واجب ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے: "**جو محرم نہیں وہ اجنبی ہے، اس سے پردہ کا ویسا ہی حکم ہے جیسے اجنبی سے**، خواہ فی الحال اس سے نکاح ہو سکتا ہو یا نہیں۔" (فتاوی رضویہ، ج 11، ص 415، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مزید ایک دوسرے مقام پر سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: "**ضابطہ کلیہ ہے کہ نامحرموں سے پردہ مطلقاً واجب**؛ اور محارم نسبی سے پردہ نہ کرنا واجب، اگر کریگی گنہگار ہوگی؛ اور محارم غیر نسبی مثل علاقہ مصاہرت و رضاعت، ان سے پردہ کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز۔ مصلحت و حالت پر لحاظ ہو گا۔" (فتاوی رضویہ، ج 22، ص 240، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اجنبی کے مقابلے میں نامحرم رشتہ داروں سے پردے کی تاکید بیان کرتے ہوئے سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: "جیٹھ، دیور، بہنوئی، پھپا، خالو، چچازاد، ماموں زاد، پھپی زاد، **خالہ زاد بھائی، یہ سب لوگ عورت کے لئے محض اجنبی ہیں، بلکہ ان کا ضرر نرے بیگانے شخص کے ضرر سے زائد ہے کہ محض غیر آدمی گھر میں آتے ہوئے ڈرے گا، اور یہ آپس کے میل جول کے باعث خوف نہیں رکھتے۔ عورت نرے اجنبی شخص سے دفعۃً میل نہیں کھا سکتی، اور ان سے لحاظ ٹوٹا ہوتا ہے۔** لہذا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غیر عورتوں کے پاس جانے کو منع فرمایا، ایک صحابی انصاری نے عرض کی: یا رسول اللہ! جیٹھ دیور کے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا: الحمو الموت، رواہ احمد والبخاری عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ جیٹھ دیور تو موت ہیں۔" (فتاوی رضویہ، ج 22، ص 217، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ سے سوال ہوا: "کیا اپنی بھابھی، خالہ زاد بہن، پھوپھی زاد بہن، اور چچازاد بہن سے بے پردہ بات چیت کرنا اور ان سے ملنا جائز ہے یا نہیں؟" آپ علیہ الرحمہ اس کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: "یہ عورتیں محارم میں سے نہیں ہیں۔" (فتاوی بحر العلوم، ج 05، ص 244-243، شبیر برادرز، لاہور)

عورت کا غیر محرم کے سامنے بے پردہ جانا مطلقاً حرام ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے: "بے پردہ بایں معنیٰ کہ جن اعضاء کا چھپانا فرض ہے، ان میں سے کچھ کھلا ہو، جیسے سر کے بالوں کا کچھ حصہ یا گلے یا کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی جز، تو اس طور پر تو عورت کو غیر محرم کے سامنے جانا مطلقاً حرام ہے خواہ وہ پیر ہو یا عالم ہو یا عامی جوان ہو یا بوڑھا۔" (فتاوی رضویہ، ج 22، ص 240-239، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مردوں کو اجنبی عورتوں کے پاس جانے کی ممانعت کے متعلق حدیث پاک میں ہے: "عن عقبة بن عامر، أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ایاکم والدخول علی النساء "ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اجنبی عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ (شعب الایمان، تحریم الفروج، ج 07، ص 309، مطبوعہ ریاض)

مرد کے اجنبی عورت کو دیکھنے کے متعلق ہدایہ میں مذکور ہے: "ولا یجوز ان ینظر الرجل الی الاجنبیۃ "ترجمہ: مرد کا اجنبی عورت کی طرف دیکھنا جائز نہیں۔ (الھدایہ، کتاب الکراھیۃ، فصل فی الوطء والنظر والمس، ج 04، ص 368، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

Dar-ul-ifta Ahl-e-sunnat

ریفرینس نمبر: har 5187　بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ　تاریخ:24-02-2019

بچی گود لینے کے شرعی احکام

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے اپنی بھتیجی گود لی ہے۔ سوال یہ ہے کہ قانونی دستاویزات میں ولدیت کے خانے میں کس کا نام لکھوانا ہو گا، گود لینے والے یعنی میرے شوہر کا یا بچی کے حقیقی باپ کا؟ نیز وہ اپنے حقیقی باپ کی وراثت سے حصہ پائے گی یا گود لینے والے کی وراثت سے حصہ پائے گی؟

نوٹ: لے پالک بچی کا گود لینے والے سے کوئی رشتہ نہیں ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

قوانین شرعیہ کے مطابق بچے یا بچی کو بطورِ ولدیت حقیقی والد کے علاوہ گود لینے والے یا اس کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرنا سخت ناجائز و حرام ہے، کیونکہ گود لینے سے حقیقت نہیں بدلتی اور لے پالک بچہ و بچی بدستور اپنے باپ کی اولاد رہتے ہیں، لہٰذا صورتِ مستفسرہ میں قانونی دستاویزات مثلاً: شناختی کارڈ، پاسپورٹ وغیرہ، یونہی زبانی پکارنے میں ولدیت کی جگہ پر اس بچی کے حقیقی باپ ہی کا نام بولنا اور لکھنا ضروری ہے، گود لینے والے کا نام بطور والد بولنے یا لکھنے کی ہر گز اجازت نہیں، البتہ بطورِ سرپرست اس کی طرف منسوب کر سکتے ہیں۔

نیز جب یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ گود لینے سے حقیقت نہیں بدلتی اور لے پالک بچہ یا بچی بدستور اپنے باپ کی ہی اولاد رہتے ہیں، گود لینے والے کی نہ اولاد ہوتے ہیں، نہ اس اعتبار سے اس کے وارث، لہٰذا مذکورہ بچی، گود لینے والے کی کسی صورت وارث نہیں بنے گی، بلکہ اپنے حقیقی باپ کے انتقال کے وقت زندہ ہونے اور موانع ارث (وراثت سے محروم کرنے والے اسباب) نہ پائے جانے کی صورت میں اپنے حقیقی باپ ہی کی وارث ہو گی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے: ﴿ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْۤا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ وَ مَوَالِیْكُمْ ﴾ ترجمہ کنزالایمان: " انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو۔ یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے۔ پھر اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں اور بشریت میں تمہارے چچازاد یعنی تمہارے دوست۔"

(القرآن، پارہ 21، سورۃ الاحزاب، آیت 5)

اس آیت مبارکہ کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں: "یعنی ممانعت کے بعد اگر تم دیدہ دانستہ لے پالکوں کو ان کے مربی (پالنے والے) کا بیٹا کہو گے تو گناہ گار ہو گے۔"

(تفسیر نور العرفان، ص 503، مطبوعہ نعیمی کتب خانہ، گجرات)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "من ادعی الی غیر ابیہ و ھو یعلم انہ غیر ابیہ فالجنۃ علیہ حرام" جس نے خود کو اپنے باپ کے غیر کی طرف منسوب کیا حالانکہ اسے علم تھا کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے تو جنت اس پر حرام ہے۔

(صحیح بخاری، ج 2، ص 533، حدیث 6766، مطبوعہ لاہور)

شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ اسی مضمون کی ایک حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "جان بوجھ کر اپنے نسب کو بدلنا حرام و گناہ ہے۔ نسب بدلنے کی دو صورتیں ہیں: ایک نفی یعنی اپنے باپ سے نسب کا انکار کرنا، دوسرے اِثبات یعنی جو باپ نہیں اسے اپنا باپ بتانا، دونوں حرام ہیں۔ ملخصاً۔" (نزھۃ القاری، ج 4، ص 496، مطبوعہ فرید بک سٹال، لاھور)

لے پالک کے وارث نہ ہونے کے متعلق سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: "پسر خواندہ نہ چنیں کس را پسر می شود نہ خود بے علاقہ از پدر ان الحقائق لا تتغیر، شرعاً وارث پدر ست نہ اینکس دیگر۔" منہ بولا بیٹا نہ ایسے شخص کا بیٹا ہوتا ہے اور نہ ہی اپنے باپ سے بے تعلق کیونکہ حقیقتوں میں تغیر نہیں ہوتا، شرعی طور پر وہ اپنے باپ کا وارث ہے نہ کہ اس دوسرے شخص کا جس نے اس کو منہ بولا بیٹا بنایا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 26، ص 178، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

صدر الشریعہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "تبنّی کرنا یعنی لڑکا گود لینا شرعاً منع نہیں، مگر وہ لڑکا اس کا لڑکا نہ ہو گا بلکہ اپنے باپ ہی کا کہلائے گا اور وہ اپنے باپ کا ترکہ پائے گا۔ گود لینے والے کا نہ یہ بیٹا ہے نہ اِس حیثیت سے اس کا وارث، ہاں اگر وارث ہونے کی بھی اس میں حیثیت موجود ہے مثلاً بھتیجا کو گود لیا تو یہ وارث ہو سکتا ہے جبکہ کوئی اور مانع نہ ہو۔"

(فتاویٰ امجدیہ، ج 3، ص 365، مطبوعہ مکتبہ رضویہ، کراچی)

یاد رہے کہ لے پالک بچہ و بچی صرف گود لینے سے مَحرم نہیں بن جاتے، لہٰذا جب وہ بچی گود لینے والے یعنی آپ کے شوہر کی محرم نہیں ہے، تو ہجری سن کے لحاظ سے جب پندرہ سال کی ہو جائے یا نو سے پندرہ سال کی عمر کے دوران بالغہ ہونے کے آثار ظاہر ہو جائیں مثلاً احتلام ہو جائے یا حیض آ جائے یا حاملہ ہو جائے تو اس بچی اور آپ کے شوہر کے درمیان پردہ فرض ہو گا اور اگر آثارِ بلوغ ظاہر نہ ہوں، تو مستحب، خصوصاً ہجری سن کے اعتبار سے بارہ سال کی عمر ہو جانے کے بعد پردے کا ضرور خیال رکھا جائے کہ اس کی بہت تاکید ہے۔

البتہ اگر آپ یا گود لینے والے کی کوئی محرم عورت جیسے ماں، دادی، نانی، بہن، بھتیجی وغیرہ مذکورہ بچی کو اس کی عمر دو سال ہونے

سے پہلے اپنا دودھ پلادے گی، تو اس صورت میں آپ کے شوہر کا اس بچی سے رضاعی رشتہ قائم ہو جائے گا اور بعدِ بلوغت پردہ واجب نہیں ہو گا۔ خیال رہے کہ ڈھائی سال کی عمر ہونے تک دودھ پلانے سے بھی اگرچہ حرمتِ رضاعت ثابت ہو جاتی ہے، لیکن دو سال کی عمر ہو جانے کے بعد دودھ پلانا، جائز نہیں، لہٰذا رضاعی رشتہ قائم کرنے کے لیے دو سال کی عمر سے پہلے دودھ پلایا جائے، اس کے بعد حرام ہے۔

تنویر الابصار و درِ مختار میں ہے: "(بلوغ الجارية بالاحتلام والحيض والحبل فان لم يوجد) شيء (فحتى يتم خمس عشرة سنة، به يفتي) لقصر اعمار اهل زماننا (و ادنى مدته لها تسع سنين) هو المختار۔ ملخصا۔" لڑکی کا بالغ ہونا احتلام، حیض اور حمل ٹھہرنے سے ہوتا ہے، اگر ان میں سے کچھ نہ پایا جائے تو یہاں تک کہ پندرہ سال پورے ہو جائیں (تو بالغہ ہو جائے گی)، اسی پر فتویٰ دیا جائے گا ہمارے زمانے کے لوگوں کی عمریں کم ہونے کی وجہ سے اور بلوغت کی کم سے کم مدت لڑکی کے لیے نو سال ہے، یہی مختار ہے۔ **(تنویر الابصار و در مختار، ج9، ص259۔260، مطبوعہ کوئٹہ)**

مدتِ رضاعت کے متعلق تنویر الابصار و درِ مختار میں ہے: "(هو في وقت مخصوص، حولان و نصف عنده و حولان) فقط (عندهما وهو الاصح) فتح، وبه يفتي كما في تصحيح القدوري۔ ملخصا۔" یہ مخصوص وقت میں ہے، امامِ اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک دو اور نصف سال اور صاحبین علیہما الرحمۃ کے نزدیک صرف دو سال، اور یہی اصح ہے فتح۔ اور اسی کے ساتھ فتوی دیا جاتا ہے جیسا کہ تصحیح القدوری میں ہے۔ **(تنویر الابصار و در مختار، ج4، ص387، مطبوعہ کوئٹہ)**

مجمع الانہر میں ہے: "الارضاع بعد مدته حرام لانه جزء الآدمي و الانتفاع به لغير ضرورة حرام على الصحيح۔" دودھ پلانا اس کی مدت گزرنے کے بعد حرام ہے کیونکہ یہ آدمی کا جزء ہے اور اس سے بلاضرورت نفع اٹھانا صحیح قول کے مطابق حرام ہے۔ **(مجمع الانهر، ج1، ص552، مطبوعہ کوئٹہ)**

دودھ چھڑانے، نیز نکاح حرام ہونے کی مدت کے متعلق سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: "فالاحوط ان يعمل بقولهما في الفِطام و بقوله في التحريم عملاً بالاحتياط في الموضعين۔" پس احوط یہ ہے کہ دودھ چھڑانے میں صاحبین کے قول پر عمل کیا جائے اور (نکاح) حرام ہونے میں امامِ اعظم علیہ الرحمۃ کے قول پر، دونوں مقامات میں احتیاط پر عمل کرتے ہوئے۔ **(جد الممتار، ج4، ص657، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)**

رضاعی رشتے کے متعلق فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "يحرم على الرضيع ابواه من الرضاع و اصولهما و فروعهما من النسب و الرضاع جميعاً حتى ان المرضعة لو ولدت من هذا الرجل او غيره قبل هذا الارضاع او بعده او ارضعت رضيعاً او ولد لهذا الرجل من غير هذه المراة قبل هذا الارضاع او بعده او ارضعت امراة من لبنه رضيعا فالكل

اخوۃ الرضیع و اخواتہ واولادھم اولاد اخوتہ و اخواتہ واخو الرجل عمہ و اختہ عمتہ و اخو المرضعۃ خالہ و اختھا خالتہ۔ "دودھ پینے والے بچے پر رضاعی ماں باپ، ان کے اصول اور دونوں کی نسبی یا رضاعی اولاد حرام ہے حتی کہ اگر دودھ پلانے والی نے اِس دودھ پلانے سے پہلے یا بعد، اسی شوہر یا اس کے علاوہ کسی اور شوہر سے کوئی بچہ جنا یا کسی کو دودھ پلایا یا اس آدمی کے پاس اس کے علاوہ کسی اور عورت سے اس دودھ پلانے سے پہلے یا بعد کوئی بچہ پیدا ہوا، یا عورت نے اس کے دودھ سے کسی بچے کو دودھ پلایا تو یہ سب دودھ پینے والے بچے کے رضاعی بھائی بہن اور ان کی اولادیں اس کے بھتیجے، بھتیجیاں اور بھانجے، بھانجیاں ہیں اور مرد (رضاعی باپ) کا بھائی اس کا چچا اور اس کی بہن اس کی پھوپھی اور دودھ پلانے والی کا بھائی اس کا ماموں اور اس کی بہن اس کی خالہ ہے۔

(عالمگیری، ج1، ص343، مطبوعہ کوئٹہ)

سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن پردے کے احکام کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں: "نو برس سے کم کی لڑکی کو پردہ کی حاجت نہیں اور جب پندرہ برس کی ہو، سب غیر محارم سے پردہ واجب اور نو سے پندرہ تک اگر آثارِ بلوغ ظاہر ہوں تو واجب اور نہ ظاہر ہوں تو مستحب، خصوصاً بارہ برس کے بعد بہت مؤکد کہ یہ زمانہ قربِ بلوغ وکمال اشتہا کا ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج23، ص639، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن قریب البلوغ لے پالک بچی کے متعلق ہونے والے سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: "دختر اب کہ بالغہ ہوئی یا قریب بلوغ پہنچی جب تک شادی نہ ہو ضرور اس کو باپ کے پاس رہنا چاہیے، یہاں تک کہ نو برس کی عمر کے بعد سگی ماں سے لڑکی لے لی جائے گی اور باپ کے پاس رہے گی نہ کہ اجنبی جس کے پاس رہنا کسی طرح جائز ہی نہیں، بیٹی کے پالنے سے بیٹی نہیں ہو جاتی۔ ملخصا۔"

(فتاوی رضویہ، ج13، ص639، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

مفتی فضیل رضا عطاری

18 جمادی الاخری 1440ھ/24 فروری 2019ء